پشاور میں ایک یادگار مناظرہ

خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور

مصنف

حجۃ الاسلام و سلطان الواعظین آقائے سید محمد شیرازی

مترجم

الحاج مولانا سید محمد باقر صاحب باقری رئیس جرواس ضلع بارہ بنکی

تجدید نظر

سید اعجاز محمد (فاضل)

SHAHEED ARIF HUSSAIN
AL-HUSSAINI LIBRARY
Sadat Colony Latifabad No. 9, Hyd.

ہدیہ : تین سو روپے

باسمہ سبحانہٗ

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

ہم ان سطور میں محسن ملت ، مبلغ مذہب ، مروج شیعیت ناشر حقائق دین اسلام ، ناصر اہل بیت طاہرین علیہم السلام فخر المحققین ، سید المدققین علامہ سید محمد باقر صاحب نقوی مداللہ ظلہ العالی علی رؤس الموالی بدوام الایام واللیالی کے اعماق قلب سے شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنی طبع اصلاح کروا کی مطبوعات قیمہ و تصنیفات ثمینہ بلکہ بے بہا جواہر و لآلی میں سے حقیقت مذہب شیعہ میں نادر روزگار عظیم الشان تحقیقی شاہکار کتاب مستطاب خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور کی جلد اول کی نشر و اشاعت اور طباعت کے جملہ حقوق مکتبۃ الہمدانی سرگودھا کو مرحمت فرما کر ہم پر احسان عظیم فرمایا جس کے لیئے ہم ہمیشہ آپ کے ممنون احسان رہیں گے ۔ بے شک جو شخص کسی محسن کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ منعم حقیقی کے شکر کی سعادت سے بھی محروم رہتا ہے ۔ اس کتاب میں ایران کے عالم متبحر آقائے سلطان الواعظین اور ہندوستان و کابل کے جلیل القدر علماء کی شہر پشاور میں مذہب شیعہ سے متعلق دلچسپ اور دوستانہ گفتگو ، جس کا سلسلہ دس راتوں تک رہا اور جس میں مذہب شیعہ کے تمام اصول و فروع پر محققانہ بحثیں ہوئیں بہر مرحلہ پر سلطان الواعظین نے مذہب شیعہ کی حقیقت ایسے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے ثابت کی کہ علماء اسلام بھی اعتراف پر مجبور ہو گئے ۔

انہی مباحثوں کو سلطان الواعظین نے شبہائے پشاور کے نام سے مرتب فرمایا جس کا اردو میں ترجمہ فخر الحجاج والزائرین جناب مولانا الحاج سید محمد باقر صاحب رئیس جارس ضلع بارہ بنکی نے کیا اور ادارہ اصلاح کھجوا نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ۔

چونکہ پاکستان کے اکثر لوگ اس کتاب کی افادیت ، انفرادیت ، اہمیت و ندرت سے ناواقف تھے اس لیے ہم نے مکرم و محترم عالیجناب علامہ سید محمد باقر صاحب مداللہ ظلہ و دفعتہ سے اس کی نشر و اشاعت و طباعت کے لیئے اجازت حاصل کی ۔

چنانچہ علامہ موصوف مدظلہ نے بڑی وسعت قلبی کیا تھ اجازت مرحمت فرمائی ۔ جیسا کہ حقائق مذہبیہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ان کا شعار اور معارف دینیہ کا زیادہ سے زیادہ پرچار ان کا وتار ہے ۔

مہتمم مکتبۃ الہمدانی سرگودھا ۔

حافظ: میرا خیال ہے کہ یہ استثنا عدم نبوت کا ہے نہ کہ اصل نبوت کا۔

خیر طلب: آپ نے بہت بے لطفی کی بات کی کہ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے یہ ایراد وارد کیا اور الٹے گلے ہوئے مطلب کا انکار کیا حالانکہ آپ کو شافعی کے بیان پر توجہ کرنا چاہیئے تھا جس کو میں نے ابھی پیش کیا کہ کہتے ہیں فبقی ماعدا النبوۃ المستثناۃ ثابتا لعلیؑ اور یہ بیان خود نص ہے اس بارے میں کہ حدیث شریف میں مستثنیٰ نبوت ہے نہ کہ عدم نبوت۔ دوسرے ان کے اس قول میں کہ فانہ استثناھا فی آخر الحدیث بقولہ انہ لا نبی بعدی میں استثناھا کی ضمیر منصوب نبوت کی طرف پھرتی ہے اس طرح کی عبارتیں آپ کے علماء کی کتابوں میں بہت ہیں جو سب نبوت کے استثنا پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ عدم نبوت پر، اور جو لوگ عدم نبوت کے قائل ہوئے ہیں ان کے پیش نظر سوا عناد، ہٹ دھرمی اور تعصب کے کچھ نہیں تھا نستجیر باللہ من التعصب فی الدین (یعنی ہم دین کے معاملے میں تعصب سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں مترجم)۔

حافظ: میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ اگر ہمارے پیغمبرؐ خاتم الانبیاء نہ ہوتے اور نبوت کا سلسلہ آگے بڑھتا تو علیؑ اس منصب پر فائز ہوتے، آپ ہی کی ذات سے مخصوص ہے ورنہ کسی اور نے ایسی بات نہیں کہی ہے۔

خیر طلب: یہ دعویٰ فقط میرے اور علمائے شیعہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ آپ کے بڑے بڑے علماء بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔

حافظ: ہمارے علماء میں سے کس نے ایسا دعویٰ کیا ہے؟ اگر پیش نظر ہو تو بیان فرمایئے۔

خیر طلب: آپ کے بزرگ علماء اور محل وثوق علمائے رجال میں سے ایک ملا علی بن سلطان محمد ہروی قاری ہیں کہ جب ان کی خبر وفات مصر میں پہنچی ہے تو علمائے مصر نے چار ہزار سے زیادہ مجمع کے ساتھ ان کے لئے نماز غیبت پڑھی ہے یہ بکثرت تصنیفات و تالیفات کے مالک ہیں۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث منزلت کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فیہ ایماء الی انہ لو کان بعدہ نبیا لکان علیا یعنی اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر خاتم الانبیاء کے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ علیؑ ہوتے۔

اور آپ کے جن علمائے بزرگ نے اس مقصد کا اقرار کیا ہے ان میں سے علامہ شہیر جلال الدین سیوطی نے کتاب بغیۃ الوعاظ فی طبقات الحفاظ کے آخر میں جابر ابن عبداللہ انصاری تک راویوں کا سلسلہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ولو کان لکنتہ خلاصہ یہ کہ اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا

تو اے عسلیؑ وہ تم ہوتے ۔

نیز میر سید علی ہمدانی فقیہ شافعی نے مودۃ ششم "مودۃ القربیٰ" کی حدیث دوم میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ان اللّٰہ اصطفانی علی الانبیاء فاختارنی واختار لی وصیاً وخیرۃ ابن عمی وصی یشد عضدی کما یشد عضد موسیٰ باخیہ ھٰرون وھو خلیفتی ووزیری ولوکان بعدی نبیا لکان علی نبیا ولکن لانبوۃ بعدی (یعنی درحقیقت خدا نے مجھ کو سارے انبیاء پر برگزیدہ کیا پس مجھ کو منتخب کیا اور میرے لئے ایک وصی اختیار کیا اور میرے ابن عم (علیؑ) میرے خلیفہ اور وزیر ہیں اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناً علیؑ نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

پس ان مختصر دلائل کے ساتھ ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ کے لئے نبوت کا قول صرف ہماری ہی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ خود رسول خدا سے منقول ہے جیسا کہ خود آپ کے علماء نے بھی تصدیق کی ہے کہ آں حضرتؐ کے ارشاد کی بنا پر حضرت علی علیہ السلام مقام نبوت پر پہنچے ہوئے تھے، اور یہ کوئی پیچیدہ اور مشکل امر بھی نہیں تھا جس سے آپ کو تعجب ہوا اور چونکہ مراتب و منازل ہارونی سے استثنائے متصل کے ساتھ نبوت مستثنیٰ ہو گئی لہٰذا جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں آپ ہی کے علماء کی شہادت کی بنا پر اس کے علاوہ ہر منصب علیؑ کے لئے باقی اور ثابت رہتا ہے جن میں سب سے بلند منزل خلافت اور افضلیت ہے۔ کیونکہ خلافت ہارون کے لئے قرآن مجید صراحت کر رہا ہے۔ سورۂ ۷ (اعراف) آیت ۱۴۲ میں ارشاد ہے وقال موسیٰ لاخیہ ھٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ اور جانشین رہو، نیک راستے کی ہدایت کرو اور فساد برپا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلو)۔

حافظ: باوجودیکہ گذشتہ آیات میں آپ بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ہارون اپنے بھائی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ امر نبوت میں شریک تھے پھر کیونکر ان کو خلیفہ قرار دے دیا حالانکہ یہ مسلم ہے کہ کسی انسان کے شریک کی منزل اس سے بلند ہے کہ اس کا خلیفہ اور جانشین بنے اور اگر شریک کو خلیفہ قرار دے دیں تو گویا اس کے مقام اور مرتبے سے گرا دیا کیونکہ مقام نبوت مقام خلافت سے بالاتر ہے۔

خیر طلب: آپ حضرات میں سے کچھ لوگ بغیر غور و فکر کے اس شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں، حالانکہ اگر آپ تھوڑا سا غور فرما لیتے تو میرے جواب کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ آپ خود جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی نبوت اصالتاً اور حضرت ہارونؑ کی نبوت ان کی تابع تھی گویا کہ یہ ان حضرت کے خلیفہ تھے، اس تقریب کے ساتھ ساتھ کہ حضرت ہارون امر تبلیغ میں اپنے برادر بزرگوار حضرت موسیٰ کے شریک کار بھی تھے۔ چنانچہ خود حضرت موسیٰ کے سوال سے ظاہر ہے جیسا کہ سورہ ۲۰ (طٰہٰ) میں آیت ۲۹ سے لے کر آیت ۳۲ تک